آیاتہا ۵۹ سُوْرَۃُ الدُّخَانِ مَکِّیَّۃٌ ۴۴ رکوعاتہا ۳

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں سورۂ حٰم دخان نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ دخان مکہ مکرمہ میں ہی نازل ہوئی۔

امام ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات کے وقت سورۂ حٰم دخان پڑھی وہ صبح کرے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔(1)

امام ترمذی، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو صبح کے وقت اسے بخش دیا جائے گا۔(2)

امام ابن ضریس اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات کو سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح کو بخشا ہوگا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر بنادے گا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رات کے وقت سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دے گا۔

امام دارمی اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ابورافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے جمعہ کی رات سورۃ دخان پڑھی تو صبح کے وقت اسے بخش دیا جائے گا اور اس کی شادی حورعین سے ہوگی۔(4)

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ جس نے ایمان اور تصدیق سے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح کرے گا اس حال میں کہ وہ بخشا ہوا ہوگا۔(5)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد انی سے فرمایا میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے وہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے سورۂ دخان کو چھپایا ہوا تھا۔ کہا وہ دھواں ہے۔ فرمایا اب جا وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا پھر وہ چلا گیا۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسود بن یزید اور عنبسہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن

1۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 580، مکتبہ رحمانیہ لاہور 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 85-384 (2477)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 328، دارالمحاسن القاہرہ 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 329

6۔ مسند بزار، جلد 4، صفحہ 169 (1334)، مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ میں نے ایک رکعت میں مفصل کو پڑھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بلکہ تو نے انہیں بالوں کے کاٹنے کی طرح کاٹا ہے اور ردی کھجوروں کے بکھیرنے کی طرح بکھیرا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں نظائر کو پڑھا کرتے تھے اور دس رکعتیں بیس سورتوں کے ساتھ ذکر کیں۔ حضرت عبداللہ کی تالیف میں اس میں سے آخری دو سورتیں اذا الشمس کورت اور الدخان ہیں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان نظائر کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ سورۂ ذاریات، طور، نجم، اقتربت، الرحمٰن، واقعہ، نون، حاقہ، مزمل، لا اقسم بیوم القیمۃ، ہل اتی علی الانسان، المرسلات، عم یتساءلون، النازعات، عبس، ویل للمطففین، اذا الشمس کورت اور دخان۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان قرائن کو حفظ کیے ہوئے ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ مفصل میں سے اٹھارہ اور حٰم میں سے دو سورتیں ہیں۔

امام ابن ابی عمر رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں اس حٰم کو پڑھتے تھے جس میں دخان کا ذکر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے“۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ﴿۴﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ﴿۵﴾

”حا۔ میم۔ حق کو واضح کرنے والی کتاب کی قسم! بیشک ہم نے اتارا اسے ایک بابرکت رات میں، ہماری یہ شان ہے کہ ہم بروقت خبردار کر دیا کرتے ہیں۔ اسی رات میں فیصلہ کیا جاتا ہے ہر اہم کام کا، ہر حکم ہماری جانب سے صادر ہوتا ہے۔ ہم ہی (کتاب و رسول) بھیجنے والے ہیں“۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ (القدر) کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم لیلۃ القدر کو نازل ہوا پھر جبرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کے کلام کے جواب میں آیت در آیت کی صورت میں نازل کرتے رہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 33-32 (9855)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 35 (9865)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 180 (2801)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

شریف کی پہلی رات، انجیل رمضان شریف کی اٹھارویں رات جب گزر چکی تھی تو نازل ہوئی جبکہ قرآن حکیم جب رمضان شریف کی چوبیس راتیں گزر چکی تھی تو تب نازل ہوا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم مکمل حضرت جبرائیل امین پر نازل ہوا جبکہ حضرت جبرائیل امین بعد میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم اوپر والے آسمان سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں اکٹھا نازل ہوا پھر اس کے بعد ان سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا رہا۔

امام محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ام الکتاب سے لکھا جاتا ہے جو کچھ سال میں رزق، موت، حیات اور بارش ہوتی ہے یہاں تک کہ حاجیوں کو لکھا جاتا ہے کہ فلاں حج کرے گا فلاں حج کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ایک سال کا معاملہ دوسرے سال تک۔ مگر بدبختی اور سعادت کے کیونکہ یہ کتاب اللہ میں ہے جس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ہر محکم امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سرقہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں کا اعلان کیا جاتا ہے اور ان کے آبا ؤ اجداد کا نام لکھا جاتا ہے۔ اس رات میں کسی کو نہیں چھوڑا جاتا جو لکھے جانے والوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ ان میں نہ کمی اور نہ اضافہ کیا جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ایک سال سے دوسرے سال تک کے معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے مگر زندگی اور موت اس میں زندگی کی آسائشوں اور تمام مصائب کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس تھا۔ ایک آدمی نے عرض کی اے ابو سعید! کیا رمضان میں لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ تبارک تعالیٰ موت، عمل اور رزق جیسی چیزوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمر رحمہ اللہ جو حضرت غفرہ رحمہ اللہ کے غلام ہیں، سے روایت نقل کی ہے کہ ایک لَيْلَةِ الْقَدْرِ سے اگلی لَيْلَةِ الْقَدْرِ تک جنہیں موت آنی ہوتی ہے ملک الموت انہیں لکھ لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 129، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 128

marfat.com
Marfat.com

فرماتا ہے اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ۝ فِیۡهَا یُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِیۡمٍ تو ایک آدمی کو پائے گا کہ وہ عورتوں سے نکاح کرتا ہے اور وہ بستر بچھاتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ رمضان المبارک کے مہینے میں فیصلے کا انتظار کرو۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو ایک آدمی کو بازاروں میں چلتا ہوا دیکھے گا جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا ہوتا ہے۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی اور فرمایا لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ہے۔ یہی وہ رات ہے جس میں اگلی لیلۃ القدر تک کے دنیاوی معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے یعنی موت، حیات، رزق اور ہر قسم کا دنیاوی امر، اسی رات میں اگلی لیلۃ القدر تک فیصلہ کیا جاتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سال کے امر کا اگلے سال تک فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن جریر، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ میں ایک سال کا معاملہ اگلے سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس رات، سے مراد لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ہے۔ سال تک کے معاملات کے لیے بڑا دیوان لایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے بخش دیتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ۔(7)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اس رات میں ایک سال کا معاملہ اگلے سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(8)

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو نضرہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ میں سال تک کے معاملات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے خیر، شر، رزق، موت، مصیبت، خوشحالی اور ذریعہ معاش کا یعنی ایک سا ل سے دوسرے سال تک کے لیے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(9)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سوقہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 127
4۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 321 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 22-321 (3663)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 323 (3664)
8۔ ایضاً، (3665)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 322 (3665)

marfat.com
Marfat.com

سے روایت نقل کی ہے کہ نصف شعبان کی رات سال کے معاملہ کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ زندوں کو مردوں میں لکھا جاتا ہے۔ حاجیوں کو لکھا جاتا ہے۔ ان میں سے نہ کسی کا اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ ان میں سے کسی کی کمی کی جاتی ہے۔(1)

امام ابن زنجویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کا بچہ ہوتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سال بھر میں جنہیں موت آنی ہوتی ہے ان کی موتیں اس رات لکھ دی جاتی ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس مہینے میں زندوں کی روحوں کو مردوں میں لکھا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک آدمی شادی کرتا ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں اوپر لکھا ہوتا ہے اور ایک آدمی حج کرتا ہے اور اس کا نام مرنے والوں کے اوپر ہوتا ہے۔

امام ابویعلی رحمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔ میں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اسی رات سال بھر تمام مرنے والوں کے نام لکھتا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ جب مجھے موت آئے تو میں روزے سے ہوں۔(3)

دینوری نے مجالسہ میں راشد بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ ملک الموت کی طرف وحی کرتا ہے کہ فلاں نفس کو قبض کرنا ہے جس کے قبض کرنے کا اللہ تعالیٰ سال بھر میں ارادہ فرماتا ہے۔

ابن جریر، اور بیہقی شعب الایمان میں ایک آدمی سے وہ عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شعبان سے لے کر دوسرے شعبان تک کی موتوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی نکاح کرتا ہے، اس کی اولاد ہوتی ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ آدمی نے کہا کہ مجھے عثمان بن محمد بن مغیرہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس دن بھی سورج طلوع ہوتا ہے وہ دن کہتا ہے مجھ میں جو اچھا کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ کام کرے کیونکہ میں کبھی بھی تم پر دوبارہ نہ آؤں گا۔ اور ہر دن میں آسمان سے منادی کرنے والے منادی کرتے ہیں اے بھلائی کے طالب! تجھے بشارت ہو۔ دوسرا کہتا ہے اے برائی کرنے والے! رک جا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 346 (9764)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند ابویعلی، جلد 4، صفحہ 277 (4890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ایک کہتا ہے اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو نائب عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! مال روکنے والے کو ہلاکت دے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب نصف شعبان کی رات ہو تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اسے کہا جاتا ہے جو اس صحیفہ میں ہے اس کی جان قبض کر لے۔ ایک آدمی بستر لگاتا ہے۔ عورتوں سے شادی کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کھول دیتا ہے۔ عید بقر کی رات، عید الفطر کی رات، نصف شعبان کی رات جس میں موت اور رزق لکھا جاتا ہے اس میں حاجی کے جاتے ہیں اور یوم عرفہ کی رات صبح ہونے تک۔

امام خطیب اور ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ اسے رمضان کے ساتھ ملاتے۔ شعبان کے علاوہ کسی مہینہ کے مکمل روزے نہ رکھتے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کا مہینہ روزے رکھنے کے اعتبار سے آپ کو دوسرے مہینوں کی بنسبت زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا ہاں، اے عائشہ! کوئی ایسا نفس نہیں جسے اس سال موت آنی ہو مگر اس کی موت کا وقت شعبان میں لکھ دیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری موت لکھی جائے اور میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں اے عائشہ! اس میں لکھا جاتا ہے کہ ملک الموت کن کی روحوں کو قبض کرے گا اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام لکھا جائے اور میں روزے میں ہوں۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہو تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور دن کے وقت روزے رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا کوئی بخشش کا طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں، کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں، کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اس کی خلاصی کروں، کوئی ہے سوال کرنے والا کہ میں اس کو عطا کروں، کیا کوئی ایسا ہے، کیا کوئی ایسا ہے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے کے لیے گھر سے نکل پڑی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں۔ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا ہے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کی مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا لیکن مجھے گمان تھا کہ آپ اپنی ازواج

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 386 (40-3839)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا، جلد 2، صفحہ 175 (1388)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا میں نزول اجلال فرماتا ہے اور بنو قلب کی بکریوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے یا چچا سے یا اپنے دادا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو یا جس کے دل میں کینہ ہو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ مومنوں کو بخش دیتا ہے، کافروں کو مہلت دیتا ہے، کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ پرور کو نہیں بخشتا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت اسی کی مثل نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے سجدہ لمبا کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کی روح قبض ہو گئی ہے۔ جب میں نے دیکھا میں اٹھی یہاں تک کہ میں نے آپ کے انگوٹھے کو جنبش دی۔ میں واپس لوٹ آئی۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے فرمایا: اے عائشہ! یا فرمایا اے حمیرا! تو نے یہ گمان کیا کہ نبی تیرے ساتھ ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کی نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی! مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے کیونکہ آپ نے لمبا سجدہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے علم ہے کہ آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشش طلب کرنے والوں کو بخش دیتا ہے، رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے جیسے وہ ہوں۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اپنے دونوں کپڑے اتارنے چاہے۔ ابھی مکمل نہ اتارے تھے کہ آپ کھڑے ہو گئے اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت لاحق ہوئی۔ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کسی زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے۔ میں آپ کا پیچھا کرتے ہوئے نکلی۔ تو میں نے آپ کو بقیع غرقد میں پالیا۔ آپ مومن مردوں، مومن عورتوں اور شہداء کے لیے استغفار کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تو اپنے رب کی تلاش میں ہیں اور میں دنیا کی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا، جلد 2، صفحہ 175 (1389)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 380 (3827)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 382 (3833) 4۔ ایضاً (3835)

marfat.com
Marfat.com

حاجت میں مصروف تھی۔ میں واپس آئی اور اپنے حجرہ میں داخل ہوگئی جبکہ میرا نفس پھولا ہوا تھا۔ میرے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ! تیرا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اپنے کپڑے اتارے تھے۔ ابھی مکمل نہ اتارے تھے کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت نے آلیا۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ کسی زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے یہاں تک کہ بقیع میں آپ کو یہ کام کرتے ہوئے پایا۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ بلکہ جبریل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کسی مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والے، چادر گھسیٹنے والے، اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے اور ہمیشہ شراب خوری کرنے والے کی طرف نظر کرم نہیں فرماتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے اتارے۔ مجھے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں؟ میں نے عرض کی جی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کھڑے ہوگئے اور لمبی رات میں سجدہ ریز رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کرلی گئی ہے۔ میں تلاش کے لیے اٹھی۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدموں کے نچلے حصہ پر رکھا تو آپ نے حرکت کی۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کلمات حضور ﷺ کے سامنے ذکر کیے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو نے انہیں سیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا انہیں سیکھو اور سکھاؤ۔ بے شک جبرائیل امین نے مجھے یہ سکھائے ہیں اور مجھ سے کہا کہ میں سجدہ میں ان کلمات کو دہراتا رہوں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نصف شعبان کی رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس موجود تھے جب آدھی رات ہوئی تو میں نے آپ کو نہ پایا۔ تو مجھے اس پر غیرت آئی جیسی عورتوں کو آتی ہے۔ میں نے چادر لپیٹی۔ میں نے آپ کی ازواج مطہرات میں آپ کو تلاش کیا۔ میں نے آپ کو نہ پایا تو میں اپنے حجرہ میں واپس آگئی۔ تو میں آپ کے اوپر یوں آپڑی جیسے گرا ہوا پڑا ہو۔ آپ سجدے میں کہہ رہے تھے سَجَدَ لَكَ خَيَالِیْ وَسَوَادِیْ وَ آمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ فَهٰذِهٖ يَدِیْ وَمَاجَنَيْتُ بِهَا عَلٰی نَفْسِیْ يَاعَظِيْمُ يُرْجٰی لِكُلِّ عَظِيْمٍ يَاعَظِيْمُ اِغْفِرِالذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ پھر آپ نے سر اٹھایا پھر سجدہ ریز ہوگئے اور یوں گویا ہوئے اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔

میں اسی طرح کہتا ہوں جیسے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا۔ میں اپنے آقا کے لیے اپنے چہرے کو مٹی میں لت پت کرتا ہوں۔ وہ اسی بات کا حق دار ہے کہ اس کی بارگاہ میں سجدہ کیا جائے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور یوں عرض کی

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 85-384 (3837)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِنَ الشِّرْكِ نَقِیًّا لَا جَافِیًا وَّ لَا شَقِیًّا پھر آپ فارغ ہوئے اور چادر میں میرے ساتھ داخل ہو گئے جبکہ میری سانس پھولی ہوئی تھی۔ فرمایا اے حمیرا! یہ سانس کیوں پھولی ہوئی ہے؟ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ اپنے ہاتھ میرے گھٹنوں پر پھیرنے لگے اور فرماتے ان دو گھٹنوں پر افسوس جو اس رات کو نہیں ملے۔ یہ نصف شعبان کی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول جلال فرماتا ہے، منادی کرنے والا منادی کرتا ہے: کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں کوئی آدمی سوال نہیں کرتا مگر اسے عطا کر دیا جاتا ہے مگر بدکار اور مشرک۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف شعبان میں قیام کرتے ہوئے دیکھا آپ نے چودہ رکعتیں ادا کیں پھر فارغ ہونے کے بعد بیٹھ گئے اور سورۂ فاتحہ کو چودہ دفعہ پڑھا سورۂ اخلاص کو چودہ مرتبہ پڑھا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کو چودہ مرتبہ پڑھا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو چودہ مرتبہ پڑھا۔ آیت الکرسی کو ایک مرتبہ پڑھا اور لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبہ:128) پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے اس عمل کے بارے میں پوچھا جو عمل میں نے آپ کا دیکھا تھا؟ فرمایا جس نے اس جیسا عمل کیا جیسا تو نے دیکھا ہے تو اس کے لیے بیس حجوں کا ثواب اور بیس سالوں کے مقبول روزوں کا ثواب ہے۔ جب وہ اس روز روزے کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لیے دو سالوں کے روزوں کی طرح ہے۔ ایک گزشتہ سال اور ایک آنے والا سال۔ بیہقی نے کہا شبہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہو، یہ منکر ہے اور اس کے راویوں میں مجہول راوی ہیں۔(3)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝

”سراپا رحمت آپ کے رب کی طرف سے۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں“۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 86-385 (3838)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 383 (3836) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 87-386 (3841)

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو یاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

"پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں۔ جو چھا جائے گا لوگوں پر۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔ (اس وقت کہیں گے) اے ہمارے رب! دور کردے ہم سے یہ عذاب۔ ہم (ابھی) ایمان لاتے ہیں۔ ان کے نصیحت قبول کرنے کی امید کہاں حالانکہ ان کے پاس تشریف لے آیا روشن رسول۔ پھر انہوں نے منہ پھیر لیا تھا اس سے اور کہا سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ ہم دور کرنے ولے ہیں عذاب کو قلیل عرصہ کے لیے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ جس روز ہم انہیں پوری شدت سے پکڑیں گے (اس روز) ہم (ان سے) بدلہ لیں گے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَارْتَقِبْ کا معنی نقل کیا ہے تو انتظار کر۔(1)

امام ابن مردویہ نے ابوعبید کی سند سے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی گزر چکی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ابوعبید اور ابوحوص رحمہما اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِدُخَانٍ سے مراد بھوک ہے جو قریش کو لاحق ہوتی یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی بھوک کی وجہ سے آسمان کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بِدُخَانٍ (دھواں) والی نشانی گزر چکی ہے۔ لوگوں کو سخت بھوک (قحط) نے آلیا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں دیکھتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابووائل کے واسطہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ قحط ہے جو لوگوں کو مکہ میں آیا تھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِدُخَانٍ اور الْبَطْشَةَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 133

marfat.com
Marfat.com

الْكُبْرٰى والی نشانیاں غزوۂ بدر میں گزر چکی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے جو کچھ وعدہ کیا ہے ہم نے ان سب کو دیکھ لیا ہے مگر چار چیزوں کو نہیں دیکھا۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ دجال، دابۃ الارض اور یاجوج وماجوج۔ جہاں تک دخان کا تعلق ہے وہ نشانی گزر چکی ہے۔ وہ اسی طرح کا قحط تھا جس طرح حضرت یوسف کے زمانے میں قحط تھا۔ جہاں تک چاند کا تعلق ہے وہ حضور ﷺ کے بارے میں شق ہو چکا ہے۔ جہاں تک بطشہ کبری کا تعلق ہے وہ غزوۂ بدر کے دن ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبداللہ بن حمید، امام بخاری، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت سروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ کی طرف آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے مسجد میں ایک آدمی چھوڑا ہے جو ان آیات یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۱۰﴾ یَّغْشَی النَّاسَ کے بارے میں کہتا ہے کہ قیامت کے روز دھواں ہوگا۔ جو منافقوں کے کانوں اور آنکھوں کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ مومن کو صرف اتنی گرفت میں لے گا جیسے زکام ہوتا ہے۔ آپ غضبناک ہو گئے۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا تم میں سے جو آدمی علم رکھتا ہو وہ اس کے مطابق بات کرے اور جو علم نہ رکھتا ہو تو وہ کہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ جب وہ نہ جانتا ہو تو وہ کہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ تو یہ بھی علم ہے۔ میں دخان کے متعلق تمہیں بتاتا ہوں۔ قریش نے جب رسول اللہ ﷺ پر سختی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے یوں دعا کی ''اے اللہ! ان کے خلاف میری بھی سات سالہ قحط سے مدد فرما جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال کا قحط واقع ہوا تھا'' ان کفار کو قحط اور بھوک نے آلیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیاں کھائیں۔ ایک آدمی آسمان کی طرف دیکھتا تو وہ بھوک کی وجہ سے اپنے اور آسمان کے درمیان دھویں جیسی کوئی چیز دیکھتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی گئی اور عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ مضر قبیلہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بارش کی دعا کی۔ تو ان پر بارش ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّكُمْ عَآىِٕدُوْنَ کو نازل فرمایا۔ کیا ان سے قیامت کے روز عذاب دور کیا جائے گا؟ جب انہیں خوشحالی پہنچی تو وہ اپنی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے بدر کے روز کا انتقام لے لیا۔ بطشہ، دخان اور لزام والی نشانیاں گزر چکی ہیں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب سے دین کے بارے میں بے رخی کو دیکھا تو یوں دعا کی ''اے اللہ! ان کو اسی طرح سات سالہ قحط سے پکڑ لے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط آیا تھا۔ انہیں خشک سالی نے آلیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، چمڑے اور ہڈ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 324، دار الکتب العلمیہ بیروت،

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 714-703 (روایت بالمعنی)، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

یاں کھائیں۔ابوسفیان اور مکہ کے کچھ لوگ آئے۔عرض کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجھے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے جبکہ آپ کی قوم تو ہلاک ہو چکی ہے۔اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کرو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو انہیں بارش سے سیراب کیا گیا۔سات سال تک ان پر بارشیں کثرت سے ہوتی رہیں۔تو انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت کی۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا بادل آپ کے سر سے چھٹ گیا۔اردگرد کے لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔فرمایا دخان والی نشانی گزر چکی ہے۔اس سے مراد وہ بھوک ہے جو انہیں پہنچی۔اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّکُمْ عَآئِدُوْنَ میں یہی مقصود ہے۔روم، بطشہ کبریٰ، انشاق قمر بھی گزر چکی ہیں۔ان سب سے مراد غزوہ بدر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلِیْمٌ سے مراد درد ناک ہے اَلْعَذَابِ سے مراد دخان ہے الذِّکْرٰی سے مراد توبہ ہے اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ میں اَلْعَذَابِ سے مراد دخان ہے۔اِنَّکُمْ عَآئِدُوْنَ یعنی تم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف لوٹنے والے ہو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عذاب کے نازل ہونے کے بعد ان کے لیے توبہ کا موقع کیسے ہو سکتا ہے جبکہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کیا تھا۔انہوں نے کہا سکھایا ہوا مجنون ہے۔پھر ان سے عذاب کو دور کر دیا گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن اعرج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ سے مراد فتح مکہ کا دن ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کا دن دخان تھا۔اللہ تعالیٰ کے فرمان فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ سے یہی مراد ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی ابھی نہیں گزری۔وہ مومن کو زکام کی طرح پکڑے گی اور کافر کو پھونکے گی اور یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح سند سے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں اس رات نہیں سویا۔میں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا دم والا ستارہ طلوع ہوا ہے تو میں ڈر گیا کہ وہ دخان چھوڑے گا۔(5)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دخان (دھواں) نکلے گا تو وہ مومن کو اس قدر پکڑے گا جیسے زکام ہوتا ہے اور کافر اور منافق کے کانوں میں داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ بھونے ہوئے سر کی طرح ہو جائے گا۔

1۔دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 326، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 133، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً، جلد 25، صفحہ 37-136

4۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 182، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 134

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دخان آئے گا تو کافر کو پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے کانوں میں سے ہر کان سے نکلے گا۔ مومن کو اتنی گرفت میں لے گا جتنا زکام ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی ابھی باقی ہے۔ یہ پہلی نشانیوں میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ دخان لوگوں میں جوش مارے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اسے اتنی گرفت میں لے گا جتنا زکام ہوتا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کے ہر کان سے نکلے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے: قیامت کی نشانیوں میں پہلی یہ ہیں: دجال کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا، آگ جو عدن کے انتہائی مکان سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ جب وہ قیلولہ کریں گے تو یہ آگ بھی قیلولہ کرے گی، اور دخان۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم دخان کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ جو مشرق و مغرب کو بھر دے گا۔ وہ چالیس دن اور رات رہے گی۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے اتنی ہی تکلیف دے گی جتنا زکام۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس کے لیے نشہ کے قائم مقام ہے۔ وہ اس کے نتھنوں، کانوں اور دبر سے نکلے گی۔(1)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے عمدہ سند سے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے رب نے تمہیں تین چیزوں سے ڈرایا ہے۔ دھواں، وہ مومن کو اس قدر گرفت میں لے گا جتنا زکام اور کافر کو پکڑے گا۔ اسے پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے ہر سوراخ سے نکلے گا۔ دوسری دابہ اور تیسری دجال ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھواں لوگوں میں جوش مارے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے زکام جتنا پکڑے گا۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اسے پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے ہر سوراخ سے نکلے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے يَوْمَ نَبْطِشُ سے مراد غزوہ بدر کا دن ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرات ابی بن کعب، مجاہد، حسن بصری، ابو العالیہ، سعید بن جبیر، محمد بن سیرین، قتادہ اور عطیہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 134

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ البطشۃ الکبریٰ سے مراد یوم بدر ہے جبکہ دخان کی نشانی گزر چکی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ البطشۃ الکبریٰ سے مراد بدر کا دن ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾

"اور ہم نے آزمایا تھا ان سے پہلے قوم فرعون کو اور آیا تھا ان کے پاس معزز رسول۔ (اس نے فرمایا تھا) کہ میرے حوالے کر دو اللہ کے بندوں کو۔ میں تمہارے لیے معتبر رسول ہوں۔ اور نہ سرکشی کرو اللہ کے مقابلہ میں۔ میں لے آیا ہوں تمہارے پاس (اپنی رسالت کی) روشن دلیل۔ اور میں نے پناہ لے لی ہے اپنے رب کی اور تمہارے رب کی کہ تم مجھ پر پتھراؤ کر سکو۔ اور اگر تم ایمان لانے کے لیے تیار نہیں تو پھر مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ پس پکارا موسیٰ نے اپنے رب کو (الٰہی!) بلاشبہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (حکم ملا) لے چلو میرے بندوں کو راتوں رات۔ تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ اور رہنے دو سمندر کو تھما ہوا۔ بے شک وہ ایسا لشکر ہے جو غرق ہو کر رہے گا۔ وہ چھوڑ گئے بہت سے باغات اور چشمے، (سرسبز) کھیتیاں اور شاندار مقامات۔ اور بہت سارا ساز و سامان جس میں وہ عیش کیا کرتے تھے۔ یونہی ہوا۔ اور ہم نے وارث بنا دیا ان تمام چیزوں کا دوسرے لوگوں کو۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَ لَقَدْ فَتَنَّا کا یہ معنی نقل کیا ہے ہم نے آزمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ لَقَدْ فَتَنَّا کا معنی یہ نقل کیا ہے: ہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

نے آزمایا رسول کریم سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ بنو اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردو۔ لَا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر بڑائی کا اظہار نہ کرو۔ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ واضح عذر۔ اَنْ تَرْجُمُوْنِ کہ تم پتھروں سے مجھے رجم کرو۔ فَاعْتَزِلُوْنِ یعنی میرا راستہ چھوڑ دو۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اَنْ اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: میری اتباع کرو۔ اس میں جو میں تمہیں حق کی طرف بلاتا ہوں۔ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا یعنی تم عمل میں سستی نہ کرو۔ اَنْ تَرْجُمُوْنِ یعنی تم مجھے برا بھلا کہو۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عبد الحکم رحمہم اللہ نے فتوح مصر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رَهْوًا کا معنی راستہ نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: سمندر کو اس کی حالت پر رہنے دے اور اس سے گزر جا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث ہاشمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہما سے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے رَهْوًا کا معنی راستہ ذکر کیا۔(4)

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں حضرت حسن بصری سے رَهْوًا کا معنی خشک راستہ نقل کیا ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی ساکن نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے رَهْوًا کا معنی آسان نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رَهْوًا سے مراد یہ ہے کہ جیسے وہ تھا اسی طرح اسے چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے بعد انہیں نہیں چھوڑا جائے گا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رَهْوًا کا معنی نرم ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَهْوًا کا معنی سخت زمین یا باریک ریت والی زمین ہے۔(8)

عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا یہ معنی کیا ہے کہ سمندر کو خشک راستہ کی صورت میں چھوڑ دو جس طرح وہ اس حالت میں تھا جس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عصا مارا تھا۔ یعنی اسے یہ حکم نہ دو کہ وہ اصل حالت میں لوٹ آئے بلکہ اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ ان کا آخری آدمی بھی اس میں داخل ہو جائے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 142-141-140، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 141-140
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 143 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 143
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 144

marfat.com

Marfat.com

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے رَهْوًا کا معنی آسان نرم نقل کیا ہے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے رَهْوًا کا معنی کھلا ہوا راستہ نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کر لیا تو واپس مڑے تاکہ سمندر پر اپنا عصا ماریں تاکہ وہ مل جائے۔ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں فرعون اور اس کے لشکر آپ کا پیچھا نہ کریں۔ انہیں کہا گیا کہ سمندر کو خشک راستہ میں رہنے دو جس طرح وہ ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَقَامٍ كَرِيمٍ کا معنی منبر نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی جیسا معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَقَامٍ كَرِيمٍ کا معنی اچھا مقام نقل کیا ہے۔ فَكِهِينَ کا معنی وہ لطف اندوز ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی جنات چشموں اور کھیتیوں سے نکالا یہاں تک کہ اسے سمندر میں چھپا دیا اور قَوْمًا اٰخَرِيْنَ سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ (2)

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

"پس نہ رویا ان (کی بربادی) پر آسمان اور زمین اور نہ انہیں مزید مہلت دی گئی۔ اور بے شک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو رسوا کن عذاب سے۔ (یعنی) فرعون (کی غلامی) سے۔ بلاشبہ وہ بڑا متکبر (اور) حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا"۔

امام ترمذی، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بندے کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے اور دوسرے دوازے سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے۔ جب وہ آدمی فوت ہو جاتا ہے تو دونوں دروازے اسے نہیں پاتے۔ دونوں اس پر روتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ اور یہ ذکر کیا وہ زمین پر کوئی اچھا عمل نہیں کرتے تھے جو ان پر روتا آسمان کی طرف ان کے منہ سے نکلا ہوا پاکیزہ کلمہ اوپر نہیں چڑھتا تھا۔ ان کے عمل میں نہ پاکیزہ کلام اور نہ ہی پاکیزہ عمل ہوتا کہ وہ انہیں گم پاتے تو ان پر روتے۔ (3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 184 (2814)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 46-145، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ لاہور

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کے بارے میں پوچھا گیا کیا آسمان وزمین کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا مخلوقات میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں دروازہ ہے جس سے اس کا رزق نیچے اترتا ہے اور عمل اوپر چڑھتا ہے۔ جب مومن مرتا ہے تو آسمان سے اس کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ دروازہ اسے نہیں پاتا تو اس مومن پر روتا ہے۔ جب اس کی نماز کی جگہ اسے نہیں پاتی جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا اور اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا تو وہ جگہ اس پر روتی ہے۔ قوم فرعون کے زمین میں کوئی اچھے آثار نہیں تھے اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی چیز بلند نہیں ہوتی تھی تو ان پر نہ آسمان رویا اور نہ ہی زمین روئی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہلکے تھے۔ کہا ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ مومن پر وہ جگہ روتی ہے جہاں مومن نماز پڑھتا ہے اور اسی طرح آسمان کی وہ جگہ اس پر روتی ہے جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی مومن نہیں مرتا مگر آسمان اور زمین اس پر چیخیں مار کر روتے ہیں۔ ان سے عرض کی گئی آپ اس پر روتے جس پر آپ کو تعجب ہوتا ہے۔ فرمایا زمین کو کیا ہوتا ہے کہ وہ ایسے بندے پر نہ روئے جس کو وہ رکوع سجود کے ساتھ آباد کرتا تھا اور آسمان کو کیا ہے کہ وہ ایسے بندے پر نہ روئے کہ اس کی تسبیح اور تکبیر سے یوں آواز آتی تھی جیسی آواز شہد کی مکھیوں کی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عالم جب فوت ہوتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس دن تک اس پر روتے رہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس پر وہ نماز پڑھتا تھا جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس پر وہ زمین اور اس کے مقابل والا آسمان روتا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ تلاوت کی۔

عبد بن حمید نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ زمین صالح بندے کی وفات پر چالیس دن تک غمگین رہتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان ان پر نہ رویا کیونکہ ان کا نیک عمل آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتا تھا اور ان پر زمین نہ روتی کیونکہ وہ زمین میں نیک اعمال نہیں کیا کرتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ زمین مومن پر چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔(3)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ زمین مومن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 148 (مفہوم) 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 147

marfat.com
Marfat.com

پر چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک اور ابوالشیخ رحمہما اللہ حضرت ثور بن یزید رحمہ اللہ سے حضرت ہذیل رحمہ اللہ کے غلام سے روایت نقل کرتے ہیں: جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے زمین کے ایک حصہ پر اپنی پیشانی رکھتا ہے تو وہ زمین قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گی اور جس دن وہ فوت ہوگا اس پر روئے گی۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حضرت شریح بن عبید حضرمی رحمہ اللہ سے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کا آغاز غربت میں ہوا اور عنقریب غربت کی طرف لوٹ جائے گا۔ خبردار مومن کے لیے کوئی اجنبیت نہیں جو آدمی بھی مسافرت میں فوت ہوا۔ جس جگہ اس پر رونے والے نہیں تو اس پر زمین و آسمان روئیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ دونوں کافر پر نہیں روتے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا زمین و آسمان کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں جس کے لیے زمین میں نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو اور آسمان میں اس کے عمل بلند ہونے کی جگہ نہ ہو جب کہ آل فرعون کے لیے نہ زمین میں عمل صالح کی کوئی جگہ ہے اور نہ ہی آسمان میں کوئی بلند ہونے کی جگہ ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت مسیب بن رافع رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بندۂ مومن جب فوت ہوتا ہے تو اس پر زمین میں نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں اس کے عمل بلند ہونے کی جگہ روتی ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی بھی فوت ہوتا ہے تو اس پر چالیس دنوں تک زمین روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زمین بندۂ مومن پر چالیس دنوں تک روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ جو بندہ بھی زمین میں کسی جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو وہ قیامت کے روز اسی بندے کے حق میں گواہی دیتی ہے اور جس دن وہ آدمی فوت ہوتا ہے وہ جگہ اس پر روتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عبید المکتب سے وہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب سے زمین بنی ہے سوائے دو افراد کے کسی پر نہیں روئی۔ عبید سے کہا گیا کیا آسمان و زمین بندۂ مومن پر نہیں روتے؟ فرمایا وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ رہتا ہے اور آسمان میں جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔ پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے؟ عرض کی نہیں فرمایا وہ سرخ ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

جب قتل کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا اور اس نے خون برسایا اور جب حضرت امام حسین کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو چار دن تک آسمان کے افق سرخ رہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے عطار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے اطراف کی سرخی ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کی سرخی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان ثوری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان میں جو یہ سرخی ہے۔ یہ آسمان کا بندۂ مومن پر رونا ہے۔

وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۶﴾

"اور ہم نے چنا تھا بنی اسرائیل کو جان بوجھ کر، جہان والوں پر۔ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں ایسی نشانیاں جن میں صریح آزمائش تھی۔ بے شک یہ (کفار مکہ) بھی کہتے ہیں نہیں ہے (ہمارے لیے) مگر ہماری (یہی) پہلی موت اور نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ بھلا ہمارے باپ دادوں کو تو زندہ کر کے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

امام فریابی ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا: ہم نے انہیں دوسرے لوگوں پر فضیلت دی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں جہان والوں پر چن لیا اس بھلائی میں جس کی اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی۔ فرمایا وہ عالم جس میں وہ رہ رہے تھے ہر زمانے کا ایک عالم ہے۔ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن سے نجات دی ان کے لیے سمندر کو پھاڑا۔ ان پر بادلوں سے سایہ کیا، ان پر من و سلویٰ اتارا۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں ہماری تو صرف یہی موت ہے اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔(3)

اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْــٴًـا وَّ لَا هُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 149 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 50-149

marfat.com
Marfat.com

يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾

"(اے لوگو! ذرا سوچو) کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں۔ ہم نے انہیں (بہمہ شوکت وحشمت) ہلاک کر دیا۔ بے شک وہ مجرم تھے۔ اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمان وزمین کو مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں سے اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ یقیناً فیصلہ کا دن ان سب کو (دوبارہ زندہ کرنے کے لیے) مقررہ وقت ہے۔ جس روز کوئی دوست کسی دوست کے ذرا کام نہیں آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ سوائے ان کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہے۔ بیشک وہ سب پر غالب، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تبع کو برا بھلا نہ کہو کیوں کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔ (1)

امام احمد، طبرانی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تبع کو گالی نہ دو کیوں کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: تبع کا معاملہ تم پر مشتبہ نہ ہو کیوں کہ وہ مسلمان ہے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تبع کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیوں کہ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام حق لائے تھے اس پر ایمان لایا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع صالح آدمی کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی اس کی مذمت نہ کی۔ (4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے فرماتی ہیں کہ تبع ایک نیک آدمی تھا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی تو مذمت کی ہے لیکن اس کی مذمت نہیں کی۔ (5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع کو گالی نہ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ (6)

امام ابن منذر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد کو گالی دینے سے منع فرمایا کیوں کہ وہی تبع ہے۔ پوچھا گیا اسعد کس پر تھا؟ فرمایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 296 (11790)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203 (6013)
3۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 6، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 488 (3681)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبر، جلد 11، صفحہ 6

marfat.com
Marfat.com

تھا۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام ہر روز نماز پڑھتے تھے۔ یہ شریعت نہ تھی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسعد حمیری کو گالی نہ دو۔ فرمایا وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔

امام ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ تبع نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تبع کے سامنے گھوڑے معاوضہ کے لیے پیش کیے جاتے تو دمشق سے صنعاء تک صف بن جاتی۔(3)

امام ابن منذر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے تبع کے بارے میں پوچھا کیوں کہ میں قرآن میں سنتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں تبع کی قوم کا ذکر کرتا ہے اور تبع کا ذکر نہیں کرتا۔ تو کعب نے کہا کہ تبع یمن کا ایک عظیم بادشاہ تھا۔ وہ لشکر لے کر چلا یہاں تک کہ سمرقند تک جا پہنچا۔ واپس لوٹا تو شام کا راستہ اپنایا۔ راستہ سے علماء کو گرفتار کیا اور انہیں یمن لے آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے ملک کے قریب پہنچا تو لوگوں میں یہ بات عام ہوگئی کہ وہ کعبہ کو گرانا چاہتا ہے۔ علماء نے اسے کہا یہ کیا چیز ہے جو تیرا نفس تجھے کہہ رہا ہے۔ یہ گھر تو اللہ کا ہے، تو اس پر غالب نہیں آسکتا۔ تبع نے کہا یہ گھر اللہ کا ہے تو میں اس کی تعظیم بجالانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ وہ اسی جگہ مسلمان ہوگیا۔ اس نے احرام باندھا اور احرام کی حالت میں اس میں داخل ہوا۔ اس کی عبادات مکمل کیں۔ پھر یمن کی طرف لوٹ گیا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا۔ اس کی قوم کے سردار اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے تبع! تو ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ تو ہمارے پاس سے گیا تھا تو اور دین پر تھا اور لوٹا ہے تو اور دین پر ہے۔ ہم سے دو باتوں سے ایک کو اختیار کر لے یا تو ہمیں اور ہمارے ملک کو چھوڑ دے اور جس کی چاہے عبادت کرتا پھر یا اپنے نئے دین کو چھوڑ دے۔ اس دن ایک آگ آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ وہ علماء جو اس کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کو فیصلہ کرنے والا بنا دے۔ اس موقع پر تمام لوگوں نے آگ کو ثالث بنالیا۔ علماء اور ان کی کتابیں لائی گئیں ا[illegible]ت اور ان کے پجاری بھی لائے گئے۔ سب لوگ اس آگ کے پاس آگئے۔ لوگ ان کے پیچھے تلواریں لے کر کھڑے ہوگئے۔ آگ کڑک کے گرنے کی طرح اتری اور اس نے اپنی شعاع پھینکی۔ بتوں کے پجاری پیچھے ہٹے۔ آگ آگے آئی۔ اس نے بتوں اور ان کے عمال کو جلا دیا اور دوسرے محفوظ رہے۔ کچھ لوگ مسلمان ہوگئے اور کچھ نے اطاعت اختیار کرلی۔ یہ لوگ تبع کے زمانے میں اسی طرح رہے یہاں تک کہ جب تبع کی موت آئی۔ تو اس نے اپنے بھائی کو نائب بنایا اور خود فوت ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور یکبارگی سب کافر ہوگئے۔(4)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تبع مدینہ آیا اور

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، الکبیر، جلد 11، صفحہ 6، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 7
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 3
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 9-8

marfat.com
Marfat.com

اس کے مضافات میں پڑاؤ ڈالا۔ تو اس نے یہودی علماء کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کرنے والا ہوں یہاں تک کہ اس میں کوئی یہودی نہیں بچے گا اور معاملہ عرب کے دین کیطرف لوٹ جائے گا۔ تو شابور یہودی نے اسے کہا کہ وہ ان دنوں سب سے بڑا عالم تھا اے بادشاہ! یہ ایک ایسا شہر ہے جس کی طرف بنی اسماعیل کا ایک نبی ہجرت کرے گا اور اس کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی اس کا نام احمد ہوگا۔ یہ اس کا دار ہجرت ہے جہاں تو اترا ہے۔ اسی جگہ اس کا مکان ہوگا۔ ان کے صحابہ اور ان کے دشمنوں میں بہت زیادہ قتال ہوگا اور زخم لگیں گے تبع نے کہا اس دن اس سے کون جنگ کرے گا جب کہ تیرے گمان کے مطابق وہ نبی ہوگا؟ اس نے کہا اس کی قوم یہاں آئے گی اور یہاں اس سے جنگ کرے گی۔ تبع نے پوچھا اس کی قبر کہاں ہوگی؟ عالم نے جواب دیا اسی شہر میں۔ تبع نے کہا جب ان سے جنگ کی جائے گی تو شکست کس کی ہوگی؟ عالم نے جواب دیا جنگ ایک دفعہ اس نبی کے خلاف ہوگی اور ایک دفع اس کے حق میں ہوگی۔ جس مکان میں تو اب ہے اسی جگہ جنگ ہوگی۔ آپ کے صحابہ آپ کی قیادت میں ایسی عظیم جنگ لڑیں گے۔ ایسی عظیم جنگ کہیں بھی نہیں لڑی گئی ہوگی۔ پھر آخر کار فتح ان کی ہوگی اور آپ غالب آجائیں گے۔ آپ کے ساتھ حکومت کے معاملہ میں کوئی بھی جھگڑا نہیں کرے گا۔ اس نے پوچھا اس نبی کی صفت کیا ہے؟ عالم نے جواب دیا وہ نہ بہت چھوٹے قد کا ہوگا نہ بہت لمبا، اس کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ وہ اونٹ پر سوار ہوگا اور چادر زیب تن کرے گا۔ اس کی تلوار اس کے کندھے پر ہوگی۔ اس سے کون جنگ کرے گا۔ اسے کوئی پرواہ نہیں ہوگی یہاں تک کہ آپ غالب آجائیں گے۔ تبع نے کہا اس شہر کو تباہ و برباد کرنے کی میرے لئے کوئی صورت نہیں رہی اور نہ یہ ایسا ہے کہ میرے ہاتھ پر یہ تباہ و برباد ہو۔ تبع یمن کی طرف جانے کے لیے واپس چلا گیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن زیاد مری رحمہ اللہ سے وہ اس سے جس نے پایا۔ اس نے کہا تبع آیا وہ شہروں کو فتح کرتا جاتا اور عربوں پر عامل مقرر کرتا جاتا یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ پہنچا۔ ان دنوں وہاں کے رہنے والے یہودی تھے۔ وہ ان پر غالب آگیا۔ اس نے یہودیوں کے علماء کو جمع کیا۔ علماء نے اسے بتایا کہ مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اس کا ٹھکانا اسی شہر میں ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ انہوں نے تبع کو یہ بھی بتایا کہ تبع اس کا زمانہ نہیں پائے گا۔ تبع نے ا[illegible] خزرج سے کہا اسی شہر میں رہ جاؤ۔ جب وہ تمہارے درمیان ظاہر ہو تو اسے پناہ دینا اور اس کی تصدیق کرنا۔ اگر وہ تمہاری موجودگی میں ظاہر نہ ہو تو اپنی اولادوں کو اس کے بارے میں وصیت کر جانا۔ اس نے اپنے اشعار میں کہا:

حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ يَخْرُجُ حَقًّا بِاَرْضِ الْحَرَمِ

وَلَوْ مُدَّ دَهْرِىْ اِلٰى دَهْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَهٗ وَ ابْنَ عَمِّ

"مجھے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول حرم کی سرزمین میں حق کے ساتھ ظاہر ہوگا، اگر میری زندگی ان کے زمانے تک لمبی ہوئی میں ان کا اور ان کے چچازاد بھائی کا وزیر ہوں گا"۔(2)

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ ﷺ قبل الوحی الیہ، جلد 1، صفحہ 59-158، دار صادر بیروت

2۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 18، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی کیوں کہ شہر کے یہودی اسے بتاتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: تبع کو خواب آیا کہ وہ بیت اللہ شریف کو غلاف پہنا رہا ہے۔ تو تبع نے بیت اللہ شریف کو موٹے کپڑے کا غلاف پہنایا۔ پھر اسے خواب آیا کہ اس نے پہلے سے بہتر غلاف چڑھایا ہے۔ تو اس نے بیت اللہ شریف کو معافر کی بنی ہوئی چادروں کا غلاف چڑھایا۔ پھر اسے خواب آیا کہ وہ اس سے بہتر غلاف پہنا رہا ہے۔ تو اس نے یمن کی بنی ہوئی دھاری دار چادر کا غلاف چڑھایا۔ میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی تبع وہ پہلا شخص ہے جس نے پہلی دفعہ بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا اور بنو جرہم سے تعلق رکھنے والے اس کے خدام کو اس بارے میں وصیت کی۔ اس کی صفائی کا حکم دیا۔ اس کا ایک دروازہ اور چابی بنائی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوْمَ الْفَصْلِ سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا جس میں اولین اور آخرین کو پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ اس دن تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ عہد و پیمان جاتے رہیں گے۔ لوگ اپنے اعمال کی طرف لوٹ جائیں گے۔ جس نے اس روز بھلائی کو پالیا تو وہ اس کی وجہ سے سعادت مند ہو گیا اور جس نے اس روز شر کو پایا تو اس کی وجہ سے بد بخت ہو گیا۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْـًٔا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس روز کوئی رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کو کچھ نفع نہیں دے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ﴿۵۱﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ وَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 18، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿٥٩﴾

"بلا شبہ زقوم کا درخت گنہگار کی خوراک ہوگا پگھلے تانبے کی مانند، پیٹوں میں جوش مارے گا جیسے کھولتا پانی جوش مارتا ہے۔ (حکم ہوگا) اس (نابکار) کو پکڑ لو پھر اسے گھسیٹ کر لے جاؤ جہنم کے وسط میں۔ پھر انڈیلو اس کے سر کے اوپر کھولتا ہوا پانی (اسے) عذاب دینے کے لیے۔ لو چکھو تم بڑے معزز و مکرم ہو۔ بے شک یہ وہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیز گار امن کی جگہ ہوں گے باغات میں اور (بہتے ہوئے) چشموں میں۔ پہنے ہوئے ہوں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا۔ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ہاں یونہی ہوگا۔ اور ہم بیاہ دیں گے انہیں گوری گوری آہو چشم عورتوں سے۔ وہ منگوا لیا کریں گے وہیں ہر قسم کا پھل اطمینان سے۔ نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس پہلی موت کے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے انہیں عذاب جہنم سے۔ محض آپ کے رب کی مہربانی سے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کی انہیں آرزو تھی)۔ پس ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔ سو آپ بھی انتظار کیجیے، وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں"۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل کھجور اور مکھن لاتا اور کہتا اس زقوم سے لطف اندوز ہو لو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے بارے میں تمہیں ڈراتا ہے۔ تو یہ آیت اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہما اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَثِيْمِ سے مراد ابو جہل ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں ابن انباری سے اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو پڑھایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ۔ اس نے کہا طعام الیتیم آپ نے بار بار یہ لفظ دہرایا لیکن اس کی زبان اسے صحیح طرح ادا نہ کر سکی۔ آپ نے فرمایا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو کہے طعام الفاجر؟ اس نے کہا ہاں فرمایا اسی طرح کر۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ہمام بن حارث سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھا رہے تھے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ تو وہ آدمی کہنے لگا طعام الیتیم جب حضرت ابو درداء نے دیکھا کہ وہ نہیں سمجھتا تو فرمایا اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْفَاجِرِ یعنی زقوم کا درخت فاجر کا کھانا ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اسے پکڑو اور جہنم کی طرف لے جاؤ۔ (2)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہ تو عزیز ہے اور نہ کریم ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 157

marfat.com
Marfat.com

امام اموی رحمہ اللہ نے مغازی میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو جہل سے ملے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے کہوں اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ﴿۳۵﴾ (القیامۃ) تو اس نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے الگ کیا اور کہا تو اور تیرا صاحب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں اہل بطحا میں سے سب سے محفوظ ہوں اور میں عزیز و کریم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غزوۂ بدر کے موقع پر قتل کر دیا، اسے ذلیل و رسوا کیا اور اس نے جو بات کی تھی اس کے ساتھ اسے عار دلائی ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل نے کہا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے دھمکی دیتا ہے جبکہ ان دو پہاڑوں کے درمیان جو لوگ چلتے ہیں ان میں سے میں سب سے عزت والا ہوں۔ تو یہ آیت ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ نازل ہوئی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ ابو جہل نے کہا اے جماعت قریش! مجھے بتاؤ میرا نام کیا ہے؟ تو قریش نے اس کے تین نام ذکر کیے عمرو، جلاس، اور ابوالحکم۔ اس نے کہا کہ تم نے میرا نام درست نہیں بتایا، کیا میں تمہیں اپنا نام نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ ابو جہل نے کہا میرا نام عزیز و کریم ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ تو ابُوجہل نے کہا ان دو پہاڑوں کے درمیان مجھ سے بڑھ کر کوئی عزت والا اور معزز نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَثِیْمِ سے مراد ابو جہل ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک ایرانی کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ جب اسے پڑھاتے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ تو وہ پڑھتا طَعَامُ الْیَتِیْمِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے فرمایا اسے کہو طعام الظالم اس نے یہ کلمہ کہا تو اس کی زبان اس پر چل گئی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری اور عمر بن میمون سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ کو تاء کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاعْتِلُوْهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دو جس طرح لکڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کا یہ معنی ہے کہ اسے پکڑ لو اور اسے جہنم کے درمیان پھینک دو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ سے مراد جہنم کا درمیان ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 188 (2824)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر نے ابن جریج سے ذُقۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡكَرِیۡمُ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا وہ اس روز ذلیل ہوگا لیکن اس کے ساتھ استہزاء کیا جائے گا جس طرح تیری دنیا میں عزت و تکریم کی جاتی تھی جب کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کرم اور عزت تجھے حاصل نہ تھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ موت اور عذاب سے امن میں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ مرنے سے امن میں ہیں۔ وہ بوڑھا ہونے سے امن میں ہیں نہ انہیں بھوک لگے گی اور نہ ہی وہ ننگے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ متقین شیطان، بیماریوں اور غموں سے امن میں ہیں۔ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ سے مراد سفید موٹی آنکھوں والی۔ حضرت ابن مسعود کی قراءت میں عیس عین ہے اٰمِنِیۡنَ یعنی وہ موت، بیماریوں اور شیطان سے امن میں ہیں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم نے ان کا نکاح حوروں سے کیا۔ حور سے مراد وہ ہے جسے دیکھ کر آنکھ حیران ہو جائے، ان کی پنڈلیوں کا مغز ان کے کپڑوں کے باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ انہیں دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے دل میں ایسے دیکھتا ہے جیسے آئینہ ہوتا ہے اور یہ اس کی جلد کی رقت اور رنگ کی صفائی کی وجہ سے ہوتا ہے۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حور عین کے بارے میں پوچھا کہ حوراء سے مراد سفید اور لطف عطا کرنے والی پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَ حُوۡرٌ كَاَمۡثَالِ الدُّمٰی وَ مَنَاصِفُ   وَمَاءٌ وَ رَیۡحَانٌ وَ رَاحٌ یُصَفَّقُ

''اور حوریں گڑھیوں کی مانند اور خدام اور پانی اور ریحان اور شراب جسے صاف کیا گیا ہو''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بعث میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جس کی آنکھ کا ڈھیلا سیاہ اور آنکھ بڑی ہو۔

ہناد بن سری اور عبد بن حمید نے ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بِحُوۡرٍ سے مراد سفید اور عِیۡنٍ سے مراد بڑی آنکھیں۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 220 (35497)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 61-60-159، دار احیاء التراث العربی بیروت   3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 160
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 200 (7813)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حُورٌ عِینٌ کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حورعین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حورعین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حورعین کو مٹی سے پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسک، کافور اور زعفران سے پیدا کیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفة الجنة میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک حور گہرے سمندر میں لعاب پھینکے تو اس کی تھوک کی مٹھاس سے سارا سمندر میٹھا ہو جائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کی پلکیں گدھ کے پروں سے بڑی ہوں گی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ایک حور اپنی ہتھیلی زمین اور آسمان کے درمیان نکالتی تو تمام مخلوقات اس کے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتی۔ اگر وہ اپنا نصف نکالے تو سورج اس کے حسن کے سامنے چراغ کی طرح ہو جائے جس کی سورج کی موجودگی میں کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنا چہرہ باہر نکالے تو اس کا حسن زمین وآسمان کے درمیانی حصہ کو روشن کر دے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حورعین کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی تسبیح سے پیدا فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حورعین سے عورت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَزَوَّجْنٰهُمْ یہ یمنی زبان کا لفظ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل یمن کہتے ہیں زَوَّجْنَا فُلَانًا بِفُلَانَةٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت میں ہے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا طَعْمَ الْمَوْتِ وہ اس میں موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ الفردوس بماثور الخطاب باب الخلق، جلد 2، صفحہ 192، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 32 (33987)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

موت کو مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا، اسے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ یہ بھی موت کو پہچان لیں گے اور یہ بھی موت کو پہچان لیں گے، جہنمی عرض کریں گے اے اللہ! اسے ہم پر مسلط کر دے۔ جنتی کہیں گے اے اللہ! تو نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس سے پہلی موت کے سوا کسی موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے۔ تو اسے ان دونوں کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ جہنمی موت سے مایوس ہو جائیں گے اور جنتی موت سے امن میں ہو جائیں گے۔

امام بزار طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ کیا جنتی سوتے ہیں؟ فرمایا نہیں، نیند موت کا بھائی ہے۔ جنتی نہ مریں گے اور نہ ہی سوئیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَسَّرْنٰهُ میں ''ہ'' ضمیر سے مراد قرآن ہے فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ آپ انتظار کریں، وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com